مرزا محمود سرحدی

(حالاتِ زندگی)

مرزا محمود سرحدی ۱۹۱۳ء میں مردان میں ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اصل نام عبداللطیف تھا جب کہ قلمی نام محمود سرحدی تھا، ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد مقامی سکول میں داخلہ لیا، جہاں سے میٹرک کیا۔ پھر پشاور چلے گئے اور اسلامیہ کالج پشاور سے ایف۔ اے اور بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ اپنی عملی زندگی کا آغاز فوج کی ملازمت سے کیا مگر جلد ہی اِس سے جی اُکتا گیا اور اِسے چھوڑ کر شعبۂ تعلیم سے منسلک ہوگئے اور گورنمنٹ ہائی سکول پشاور میں مدرّس مقرر ہوئے۔ بعد ازاں علامہ مشرقی ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے اور اِسی عہدے سے ریٹائرمنٹ لی۔

طالب علمی ہی کے زمانے سے شعر کہنے لگے تھے۔ وہ اُردو طنز و مزاح میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اِن کے طنز و مزاح پر مقامی ماحول کا بہت اثر ہے وہ اپنے اردگرد کی صورت حال کی مضحک تصویریں نہایت مہارت کے ساتھ نمایاں کرتے ہیں، جن میں طنز کا عنصر گہرا ہوتا ہے۔ مگر اُن کا طنز پُر لطف ہے جو دل پر گراں نہیں گزرتا۔

مرزا محمود سرحدی کا کمال یہ ہے کہ وہ نہایت سادہ، سلیس اور عام فہم زبان استعمال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے اشعار میں سادگی اور سلاست بدرجہ اُتم موجود ہے جو پڑھنے والے کو متاثر کرتی ہے اور ہر ایک اُن سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ اُن کے خیالات سادہ اور اُسلوب بیان عام فہم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے جو بات دل سے نکلتی ہے وہ دل ہی پر اثر کرتی ہے۔

پشاور کے جریدے ''سنگ دل'' میں طویل عرصہ تک لکھتے رہے اور اِسی جریدے کے ذریعے وہ ادبی حلقوں میں مقبول ہوئے۔ اِن کی زندگی میں اِن کا شعری مجموعہ ''سنگینے'' شائع ہوا، جب کہ دوسرا مجموعہ ''اندیشۂ شہر'' بعد از مرگ ۱۹۷۰ء میں چھپا۔ اِس کے علاوہ کچھ غیر مطبوعہ کلام بھی موجود ہے۔ محمود سرحدی نے عمر بھر شادی نہیں کی، آخری عمر میں دمے کے مرض میں مبتلا ہوئے اور ۱۹۶۷ء میں پشاور میں وفات پائی۔

گل بہار کالونی

(مرزا محمود سرحدی)

مقاصدِ تدریس

- طلبہ کو مرزا محمود سرحدی کی مزاحیہ اور طنزیہ شاعری سے آگاہی دینا۔
- مرزا محمود سرحدی کی شاعری کی روشنی میں معاشرتی خامیوں کو اُجاگر کرنا۔

الفاظ و تراکیب

پسوؤں | ریلے | ٹھیلے | ڈھول | کاشغر
رومیوں کی صورت | پھیر | راجدھانی | مشابہت

اس طرف پسوؤں کے میلے ہیں
اس طرف مچھروں کے ریلے ہیں
جتنی کاریں ہیں اور سڑکوں پر
تیری سڑکوں پہ اتنے ٹھیلے ہیں
اے میری گل بہار کالونی!

کوئی سمجھے کہ اَبر چھایا ہے
خاک اور دھول اتنی اُڑتی ہے
اور یہ معلوم ہی نہیں ہوتا
یہ گلی کس طرف کو مڑتی ہے
اے میری گل بہار کالونی!

بعض گھر رومیوں کی صورت میں
بعض گھر کاشغر کے نقشے پر
بعض گھر تو ہیں کوٹھیوں کی طرح
بعض ہیں میرے گھر کے نقشے پر
اے میری گل بہار کالونی!

کبھی بالکل نہیں کبھی دیکھتا ہی
اور کبھی تابہ دیر دیکھتا ہے
اپنی تقدیر دیکھ کر اکثر
تیری گلیوں کے پھیر دیکھتا ہے
اے میری گل بہار کالونی!

تجھ میں وہ گندا نالہ بہتا ہے
مچھروں کی جو راجدھانی ہے
تیری دوری کو دیکھتا ہوں میں
تو پشاور کا کالا پانی ہے
اے میری گل بہار کالونی!

لوٹ کر پھر وہ گھر نہیں آتا   جس کا بچّہ سکول جاتا ہے
ہے کسی جا مشابہت اتنی   آدمی گھر بھی بھول جاتا ہے
اے میری گل بہار کالونی!

باوجود اتنے حادثات کے بھی   تجھ میں کلیاں دِلوں کی کھلتی ہیں
شاعری بھی ہے تجھ میں فارؔغ بھی   دونوں چیزیں اکٹھی ملتی ہیں
اے میری گل بہار کالونی!

(اندیشہ شہر)

مشق

ا۔ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف) بقول شاعر خاک اور دُھول پر کس چیز کا گمان ہوتا ہے اور کیوں کر؟
ب) گل بہار کالونی کے گھر کیوں کر ایک دوسرے سے مختلف ہیں؟
ج) بچے اپنا گھر کیوں بھول جاتے ہیں؟
د) ''میرے گھر کے نقشے پر'' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
ہ) اس قدر مسائل کے باوجود شاعر کو گل بہار کالونی کیوں پسند ہے؟

۲۔ نظم گل بہار کالونی کے اشعار کی روشنی میں ذیل مصرعے مکمل کریں۔

الف) تیری سڑکوں پر اتنے .... ہیں (کاریں ۔ ٹھیلے ۔ دکانیں)
ب) کوئی سمجھے کہ .... چھایا ہے (اَبر ۔ سایہ ۔ دُھول)
ج) بعض گھر کاشغر کے .... (صورت میں ۔ نقشے پر ۔ کوٹھیوں کی طرح)
د) مچھروں کی جو .... ہے (راجدھانی ۔ ٹھکانا ۔ گزرگاہ)
ہ) شاعری بھی ہے تجھ میں .... بھی (خاطرؔ ۔ فارؔغ ۔ قلندرؔ)

۳۔ نظم ''گل بہار کالونی'' کے آخری دو بندات کی تشریح کریں۔

۴۔ نظم ''گل بہار کالونی'' کا خلاصہ بیان کریں۔

۵۔ معاشرے میں موجود خامیوں کی روشنی میں آپ شاعر کے خیالات سے کس حد تک اختلاف یا اتفاق کرتے ہیں؟
۶۔ بے شمار خامیوں کے باوجود ''گل بہار کالونی'' کی کوئی خوبی بیان کریں۔

آزاد نظم

آزاد نظم میں قافیہ، ردیف اور بحر کی کوئی پابندی نہیں ہوتی۔ اگر شاعر کے ذہن میں کوئی شاندار خیال پیدا ہوتا ہے تو اس کو نظم میں بیان کرنا چاہتا ہے لیکن وہ قافیہ، ردیف اور بحر کی پابندی کی وجہ سے اسے بیان نہیں کر سکتا اس لیے وہ عمدہ مضمون چھوڑنا پڑتا ہے تو کمی پورا کرنے کے لیے آزاد نظم معرضِ وجود میں آئی تاکہ اس میں اس قسم کی پابندی سے آزادی ہو اور وہ اپنے خیالات و احساسات اور جذبات کو دل کی گہرائیوں سے بیان کر سکے اور کوئی رکاوٹ نہ آئے۔ مثال کے طور پر پروین شاکر کی ایک آزاد نظم ''مشورہ'' کا ایک بند:

ننھی لڑکی
ساحل سے اتنے نزدیک
ریت سے اپنا گھر نہ بنا
کوئی سرکش موج اُدھر آئی تو
تیرے گھر کی بنیادیں تک بہہ جائیں گی
اور پھر ان کی یاد میں تو
ساری عمر اُداس رہے گی

مذکورہ بالا نظم کے مصرعوں میں وزن تو موجود ہوتا ہے اور وہ بحر میں بھی ہوتے ہیں۔ مگر انھیں ردیف و قافیہ کی آزادی ہوتی ہے اس کے سب مصرعے برابر پیمائش میں نہیں ہوتے۔ کوئی چھوٹا کوئی بڑا مصرع ہوتا ہے۔

سرگرمیاں

۱۔ اساتذہ کرام طلبہ سے اصنافِ سخن کے طرزِ بیان کو مختصر سنوائیں۔
۲۔ مرزا محمود سرحدی کی شاعری کا کسی اور مزاحیہ شاعر کی شاعری سے موازنہ کروائیں۔

اشاراتِ سبق

۱۔ طلبہ کو جدید اُردو ادب میں طنزیہ اور مزاحیہ شاعری میں جاری رجحان سے آگاہ کیا جائے۔
۲۔ اُردو طنزیہ و مزاحیہ شاعری میں مرزا محمود سرحدی کا مقام بتایا جائے۔